برائیوں کے طوفان کا مقابلہ کیسے؟

خرم مرادؒ

آج کل جب کبھی دین کا نام زبان پر آتا ہے‘ تو لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ بڑا خراب ہے‘ سب لوگ دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں‘ عیش و عشرت کے اندر غرق ہیں۔ اس زمانے میں نیکی کا نام کون لیتا ہے؟

کیا کوئی ایسا نسخہ ہے جو ایسے زمانے میں کہ جب ہر طرف بدی چھائی ہوئی ہو‘ لوگ دولت کے پجاری بن گئے ہوں‘ دنیا کے اندر غرق ہوں‘ ہمیں ایمان کے راستے پر قائم کر سکے؟--- یہ وہ سوال ہے جس کا جواب سورہ کہف کی آیات ۲۷ تا ۳۱ میں دیا گیا ہے۔

یہ ”نسخہ“ تین چیزوں پر مشتمل ہے۔ ایک‘ اللہ کی کتاب کو پڑھنا اور دوسروں کو سنانا‘ دوسرا‘ اچھے لوگوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنا اور ان کی صحبت میں رہنا‘ تیسرا یہ کہ جو اللہ نے حق دیا ہے اس کو دوسروں تک پہنچانا۔

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ج لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ○ (۱۸: ۲۷)
اور تلاوت کرو اس چیز کی جو وحی کی گئی ہے تمھاری طرف تمھارے رب کی طرف سے۔ اس اللہ کے کلمات کو بدلنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ اور تم ہرگز کوئی پناہ گاہ نہ پاؤ گے اس کے علاوہ۔

بظاہر خطاب نبیؐ سے ہے لیکن جو خطاب آپؐ سے ہے وہ ہم سب سے بھی ہے۔ اس لیے کہ ہم آپؐ کی پیروی کرنے والے ہیں۔ چنانچہ پہلی بات یہ بیان کی جا رہی ہے کہ اللہ نے جو کتاب اور ہدایت دی ہے‘ اس کی تلاوت کرو اور پیروی کرو۔ تلاوت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کو پڑھو‘ آیات میں غور و فکر کرو اور اس پر عمل کرو۔ تلاوت کے معنی یہ بھی ہیں کہ اسے دوسروں تک پہنچاؤ۔ یہ کتاب تو اتری ہی اس لیے ہے کہ اسے دوسروں کو سنایا جائے۔ نبی کریمؐ پر جو بھی آیات نازل ہوتی تھیں‘ آپؐ ان کو دوسروں کو سنایا کرتے تھے۔

درحقیقت قرآن مجید ایک پناہ گاہ ہے‘ اسی لیے فرمایا گیا کہ اس کتاب کو اپنی پناہ گاہ بنالو۔ یہ کتاب ایسی چیز ہے کہ زمانہ اچھا ہو یا برا‘ یا ایسا زمانہ جب لوگ گدھے اور اونٹ پر سوار ہوتے تھے‘ یا وہ زمانہ جب

لوگ جیٹ میں سوار ہوتے ہوں' خواہ کوئی بھی زمانہ ہو' یہ کتاب جو کہ ایک حقیقت ہے' اس میں جو راستہ بتایا گیا ہے' اسے کوئی نہیں بدل سکتا۔ تلاوت کرتے ہوئے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن کے احکامات نہ ہم اپنے حق میں تبدیل کر سکتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کے حق میں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ چونکہ یہ احکامات مشکل ہیں' ان پر عمل کرنا مشکل ہے' اس لیے انھیں تبدیل کر لیا جائے اور کچھ آسانی پیدا کر لی جائے۔ اسی طرح اگر کچھ احکامات دوسروں کے لیے مشکل ہیں' یا قبول اسلام اور اشاعت اسلام میں رکاوٹ کا باعث ہیں' تو انھیں نہ بیان کیا جائے یا ترک کر دیا جائے' اس کی بھی اجازت نہیں۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ "اے نبیؐ ' تمھارے رب کی کتاب میں سے جو کچھ تم پر وحی کیا گیا ہے اسے (جوں کا توں) سنا دو' کوئی اس کے فرمودات کو بدل دینے کا مجاز نہیں ہے (اور اگر تم کسی کی خاطر اس میں رد و بدل کرو گے تو) اس سے بچ کر بھاگنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہ پاؤ گے" (۱۸: ۲۷)۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ موجودہ دور میں' جسے ہم خراب کہتے ہیں' کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں ہمیں پناہ مل سکتی ہو۔ ہمارے لیے اگر کوئی پناہ گاہ ہے تو وہ اللہ کی کتاب ہے۔ اس کتاب میں ہمارے امراض کے لیے شفا ہے' اس میں روشنی ہے' اسی سے ہمارے اندھیرے دور ہوں گے۔ اس کتاب میں نصیحتیں ہیں جس سے دل نرم ہوں گے۔ اس کتاب میں وہ راستہ ہے جس پر چل کر ہم دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیاں حاصل کر سکتے ہیں۔ گویا یہ ایک طرح کی آغوش ہے جس میں بچہ جا کر پناہ لے لیتا ہے۔ اسی کتاب سے سب کچھ ملے گا' روح کے لیے' دل کے لیے اور زندگی کے لیے۔ اسی لیے فرمایا: وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا ○ (۱۸: ۲۷) تم ہرگز نہیں پاؤ گے اس کے علاوہ کوئی اور آغوش تاکہ تمھیں پناہ مل جائے۔

یہ پہلا حصہ ہے نسخہ شفا کا جس سے اس قسم کے زمانے میں ہم اللہ کے دین پر قائم ہو سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ فرمائی گئی ہے کہ:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْھُمْ ج تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ج (۱۸: ۲۸) اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اسے پکارتے ہیں' اور ان سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو؟

وَاصْبِرْ کے معنی ہیں صبر کرو' یعنی اپنے آپ کو باندھو اور روک لو۔ گویا دنیا میں اگر ایسے لوگ پائے جاتے ہوں جو صرف اللہ کو پکارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نفع نقصان کا مالک اللہ ہے' جو کچھ مانگنا چاہیے اسی سے مانگنا چاہیے' حکم اسی کا چلتا ہے' اسی کو انھوں نے اپنا رب بنایا ہے' تو ایسے لوگوں کے ساتھ اپنا تعلق قائم کرو۔ ان سے محبت کرو۔ ان کو اپنا بھائی بناؤ اور اگر کوئی چیز ناگوار یا تلخ ہو تو اس پر صبر کرو۔ "ان کے ساتھ باندھ کر رکھو" یا ہرگز نگاہ نہ پھیرو کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ جو صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہیں تم بھی

اگر ان کی صحبت میں رہو گے' ان کے ساتھ جڑے رہو گے' تو صحبت کی وجہ سے تم بھی اللہ کو یاد کرو گے۔ اسی لیے تاکید کی گئی ہے کہ وہ لوگ جن کا مقصد اللہ کی رضا ہے اور جن کا طریقہ اللہ کی یاد ہے' ان کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ لو۔ اس طرح نیک لوگوں سے تعلق رکھنے' جڑنے اور ان سے وابستہ رہنے کی تاکید کی گئی ہے اور ایک بہتر ماحول کی طرف رہنمائی دی گئی ہے جس کی وجہ سے گئے گزرے حالات اور برے دور کے باوجود انسان کے لیے نیکی کی راہ پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ جب دنیا تمھارے سامنے آئے تو اس کی کشش سے تمھاری نگاہ ہٹ کر دنیا اور دنیا والوں کی طرف چلی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں آدمی کی نگاہ جاتی ہے وہیں اس کا دل جاتا ہے۔ لہٰذا اپنے دل کو جمائے رکھو اور دنیا کے ساتھ نہ لگاؤ اور دنیا کو مقصد نہ بناؤ۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس قسم کے لوگ ہیں کہ جن کا کہنا نہ مانو' جن کے پیچھے نہ چلو' جن کے ساتھ تعلق قائم نہ کرو' جن کو رشک بھری نگاہوں سے نہ دیکھو کہ ہم ان جیسے ہو جائیں۔ ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے تین صفات بیان کیں۔ فرمایا:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○ (۱۸: ۲۸) کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو' جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہش نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے۔

یعنی اس شخص کا کہنا مت مانو' اس کے پیچھے مت جاؤ' اس کی بات پر دھیان مت دو' جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔ اس کے دل میں اللہ کا خیال ہی نہیں آتا۔ ایسے لوگ کوئی بھی کام کر رہے ہوں' کچھ بھی کما رہے ہوں' کیسی ہی زندگی بسر کر رہے ہوں' بھول کر بھی نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ ہے اور وہ ہم سے کچھ چاہتا ہے۔

لہٰذا یہ ضروری ہے کہ زبان پر اللہ کا نام ہو۔ اگر دل میں اللہ کا خیال نہ آئے تو یہ بھی دل کا اللہ سے غافل ہونا ہے۔ اس لیے پہلی بات یہ کہی گئی ہے کہ جو شخص اللہ کی یاد سے غافل ہو گیا وہ پھر اپنی خواہشات کے پیچھے جائے گا اور نفس کا بندہ بن جائے گا۔ چنانچہ دوسری بات اللہ نے یہ فرمائی کہ اس آدمی کا کہنا بھی مت مانو جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑ گیا ہو۔ اس کی زندگی کا مقصد صرف اپنی خواہشات کا حصول اور تسکین بن گیا ہو۔ تیسری بات یہ بتائی ہے کہ اللہ سے غافل شخص دنیا کے جو بھی کام کرتا ہے' جتنا بھی سوچتا ہے' جن راہوں پر چلتا ہے' جس فکر کا وہ حامل ہوتا ہے' اس کے نتیجے میں جن خطوط پر معاشرے کی تشکیل ہوتی ہے اور جو نظام پروان چڑھتا ہے' وہ سب خدا کی حدود سے نکلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لیے ان تین صفات کے حامل افراد یا معاشرے اور نظام سے تمھارا تعلق نہیں ہونا چاہیے بلکہ تمھیں ایسے لوگوں کے ساتھ ہونا چاہیے' بندھا ہونا چاہیے جن کا مقصود اللہ کی رضا ہو اور جو صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

تیسری بات اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ لا (۱۸:۲۹) صاف کہہ دو کہ یہ حق ہے تمھارے رب کی طرف سے' اب جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے۔

یعنی حق تو وہی ہو سکتا ہے جو رب نے دیا ہے۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجایش نہیں۔ اس پر ہدایت یہ دی جا رہی ہے کہ اس حق کو پیش کرو اور لوگوں سے کہہ دو کہ حق کو تسلیم کریں۔ پھر اس بات کی پرواہ مت کرو کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔ یہ کام تو کرنا ہی ہے' خواہ لوگ اس کو مانیں یا نہ مانیں۔ ماننا نہ ماننا' ہر آدمی کا اپنا کام ہے۔ اس لیے کہ اللہ نے ہر ایک کو اختیار دیا ہے' آزادی دی ہے کہ وہ جو چاہے کرے۔ دنیا میں یہی انسان کا امتحان ہے۔ چنانچہ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ لوگ مانتے ہیں یا نہیں مانتے' اپنا کام کرتے چلے جایئے۔ لوگوں کا قبول کرنا یا رد کرنا' ان کی اپنی کامیابی یا ناکامی ہے۔ آپ اس کے مکلف نہیں ہیں۔ اس طرح سے مایوسی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنے اور اس کی رضا کے حصول کے لیے ایک نیا ولولہ اور جذبہ ملتا ہے جو اطمینان اور سکینت کا باعث ہوتا ہے۔

ایمان لانے والے کے لیے اجر اور ایمان نہ لانے والے کے لیے سزا کے متعلق فرمایا:

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا لا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ط وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ○ (۱۸:۲۹) ہم نے (انکار کرنے والے) ظالموں کے لیے ایک آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپٹیں انھیں گھیرے میں لے چکی ہیں۔ وہاں اگر وہ پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہو گا اور ان کا منہ بھون ڈالے گا' بدترین پینے کی چیز اور بہت بری آرام گاہ!

یہ آگ ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جنھوں نے ناشکری اور کفر کے ذریعے ظلم کا راستہ اختیار کیا۔ یہ آگ ایسی ہے کہ اس کی لپیٹیں ابھی سے ان کو گھیرے میں لے رہی ہیں اور وہاں ایسا مقام ہو گا جہاں یہ پانی مانگیں گے تو ان کو جو پانی دیا جائے گا' وہ تانبے کی طرح کھولتا ہوا پانی ہو گا جو ان کے منہ کو بھون ڈالے گا۔ اللہ کی پناہ مانگنا چاہیے! کیسا عذاب ہے ان کے لیے۔ اور وہ عذاب وہیں نہیں ملے گا بلکہ جہاں بھی جو لوگ اللہ کا انکار کرتے ہیں' ان کی زندگی میں بے اطمینانی کی' بے چینی کی' بے سکونی کی اور بربادی کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ یہاں بھی دنیا ہی سے وہ آگ کے گھیرے میں آنا شروع ہو جاتے ہیں اور وہاں جا کر بھی آگ کے گھیرے میں آ جاتے ہیں۔ یہاں پر تو ہر خواہش پوری کرتے ہیں لیکن وہاں پر تو جو خواہش کریں گے' سخت گرمی میں پانی مانگیں گے' تو وہ خواہش بھی پوری نہیں ہو گی بلکہ اس کا الٹ ملے

گا۔ یعنی کھولتا ہوا پانی' کھولتا ہوا تانبا' وہ جو منہ کو جھلسا دے گا۔ کتنی بری پینے کی چیزیں ہیں' کتنا برا ٹھکانہ ہے یہ! للذا عقل مندی کا تقاضا یہی ہے کہ ہم اس کو اپنا مسکن نہ بنائیں۔

اس کے مقابلے میں جو لوگ ایمان اور عمل صالح کا راستہ اختیار کریں گے ان کے لیے اللہ نے کیا اجر تیار کر رکھا ہے' فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ○ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ○ (۱۸: ۳۰-۳۱) رہے وہ لوگ جو مان لیں اور نیک عمل کریں' تو یقیناً ہم نیکوکار لوگوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے۔ ان کے لیے سدا بہار جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی' وہاں وہ سونے کے کنگنوں سے آراستہ کیے جائیں گے' باریک ریشم اور اطلس و دیبا کے سبز کپڑے پہنیں گے' اور اونچی مسندوں پر تکیے لگا کر بیٹھیں گے۔ بہترین اجر اور اعلیٰ درجے کی جائے قیام!

گویا کفر کے مقابلے میں جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا اور عمل صالح کا راستہ اختیار کیا' ان سے اللہ کا پہلا وعدہ یہ ہے کہ کسی ایسے آدمی کا جس نے نیک عمل کیا ہو' اس کی مزدوری ضائع نہیں جائے گی' اس کا اجر ہم ضائع نہیں کریں گے۔ یہ بھی ایک بڑا وعدہ ہے۔ دنیا کے لیے آدمی محنت کرتا ہے' رات دن پسینہ بہاتا ہے' جو چیز چاہتا ہے وہ ملتی نہیں ہے' اتنی دنیا کی محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ نے فرمایا کہ جو ایمان اور نیک عمل کی راہ پر چلے گا اس کی ہر مزدوری کا پورا پورا معاوضہ اس کو ملے گا۔ وہ معاوضہ کیا ہو گا؟ ان کے لیے ہمیشہ سرسبز رہنے والے باغات ہوں گے۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور اس میں ان کی عزت ہو گی' ان کا اکرام ہو گا' ان کو بادشاہوں کی طرح مسندوں پر بٹھایا جائے گا۔ ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ سبز رنگ کے پتلے ریشم کے کپڑے پہنائے جائیں گے اور وہاں وہ تخت کے اوپر بیٹھے ہوں گے۔ وہاں کا لباس کیسا ہو گا؟ کھانا پینا کیسا ہو گا؟ وہاں کے تخت کیسے ہوں گے؟ یہ تو دنیا ہی دوسری ہے۔ نہ میں جانتا ہوں نہ آپ جانتے ہیں۔ نہ میں بیان کر سکتا ہوں نہ آپ۔ لیکن دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بادشاہ سونے کی چیزیں پہنتے ہیں' تخت پر بیٹھتے ہیں' ریشم کے کپڑے پہنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ بتایا ہے کہ اگر ایمان اور عمل صالح کی راہ اختیار کی تو پھر تم اللہ کے ہاں بادشاہوں کی طرح مقام پاؤ گے۔ یہ بڑا اچھا ثواب ہے' بڑا اچھا بدلہ ہے' بڑا اچھا ٹھکانا ہے جہاں پر تم پہنچ جاؤ گے!

قرآن مجید کی یہ آیات ہمارے لیے بہت قیمتی سبق رکھتی ہیں۔ آج مغربی تہذیب کی یلغار بھی ہے اور ہر طرف دنیا کی پرستش بھی۔ گھروں میں ٹی وی چلتا ہے' انٹینا لگے ہوتے ہیں' گھر بھی محفوظ نہیں اور گھروں میں ایمان بھی محفوظ نہیں۔ ان حالات میں وہ کون سا طریقہ ہے جس سے ایمان محفوظ ہو سکتا ہے؟ وہ کون

سا طریقہ ہے جس سے ہم اللہ کے راستے پر قائم رہ سکتے ہیں اور چل سکتے ہیں؟ ان آیات میں اسی مسئلے کا حل پیش کیا گیا ہے۔ اگر آپ یہ تین باتیں یاد رکھیں: ایک' اللہ کی کتاب کی تلاوت' دوسرے' اچھے لوگوں کی صحبت' تیسرے' اللہ نے جو پیغام دیا ہے اسے دوسروں تک پہچانا' تو ایمان بچایا جا سکتا ہے۔

اللہ کی کتاب کی تلاوت کے معنی ہیں اس کے پیچھے پیچھے رہنا' اس کے ساتھ اپنا وقت لگانا' اس کو سمجھنا' اس کے اوپر عمل کرنا۔ تلاوت کے معنی یہ بھی ہیں کہ سنانا تو اٹل چیز ہے' زمانہ بدل جائے' کوئی ماڈرن زمانہ آجائے' یہ اللہ کی کتاب ویسی کی ویسی رہے گی۔ اس کی ہدایت اسی طرح رہے گی جس طرح کہ پہلے تھی۔ یہ سمجھ کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرنا چاہیے کہ ہم کو آج اس کو سمجھنا ہے۔ یہ ہم کو بتاتی ہے کہ آج ہم زندگی کیسے بسر کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ لوگ جن کا مقصد دنیا نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا ہو اور جو صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہوں' ایسے لوگ تلاش کریں۔ ان کے ساتھی بن جائیں' جماعت بنائیں' سوسائٹی بنائیں' تنظیم بنائیں' تاکہ ان کے ساتھ مل کر ان کے ذریعے ہمارے ایمان میں اضافہ ہو۔

تیسری بات یہ کہ اللہ نے جو ہم کو حق دیا ہے اسے ہم دوسروں تک پہنچائیں۔

اس نسخہ شفا کے یہ تین اجزا ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ دنیا میں' فتنے کے زمانے میں' دنیا پرستی کے زمانے میں' ہمیں ایمان کے راستے پر قائم رکھ سکتا ہے' اگر ہم اس پر چلنا چاہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (کیسٹ سے تدوین: امجد عباسی)

منشورات کی تازہ پیش کش

پاکستان میں پہلی بار

اس صدی کی ایک اہم شخصیت پر ایک غیر معمولی تحقیقی ایمان افروز کاوش

سید قطب شہیدؒ

حیات و خدمات

عبیداللہ فہد فلاحی - سید صلاح الدین عمری

صفحات : 400 قیمت صرف : 120روپے

منشورات' منصورہ' لاہور - 54570 فون : 5425356' فیکس : 7832194